

”نابغۃ الحصین“

مَقْلِعُ عَلَمٍ

از قلم
محمد رفیق ختر کاشمیہری
متعلم جامعہ تدریس لقرآن و الحدیث

شانع حکرده

جمعیت شبان اہل حدیث



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَطِيعُو اَللّٰهَ
وَأَطِيعُو اَرْسَوٍ

جَمِيعُ الْعِبَادَاتِ اِلَلّٰهُنَّا رَبُّهُمْ

مُدْعَى اَلْبَرِيْرِي

کتاب و متنی دینی پاپے والی، اسلامی اسپہ لائپ سے ۱۲ جنوری ۲۰۲۰ء

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و متن ڈاٹ کام پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلسِ حقیقۃ النّشانِ اللّٰہی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرہن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈ نگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ✉ KitaboSunnat@gmail.com
- 🌐 www.KitaboSunnat.com

263.98
لائچی - ۵

”نابغہ الصور“ کا مہم بلغ عالم

مصنف : محمد رفیق اختر کاشمیری

کتابت : حافظ ارشاد احمد

طبع : اول

مطبوع : ایس فی پرنٹر ڈرائیور پیٹری

صفحات : چالیس (۴۰)

تاریخ : ۱۹۸۲ء / اکتوبر

ناشر : جمیعۃ شبان اهلی حدیث راوی پیٹری

تحصیل : نامہ تحریر حجج روپی۔

..... بے اذل مادی۔ ۸ ہزار

08825 نمبر ملٹکاپٹہ

جامعہ تدریس القرآن و الحدیث

جامع مسجد روڈ راوی پنڈی۔





تقریب

حامد اور مصلیا

پروفیسر طاہر القادری صاحب سے پہلا تعارف اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ان کی تقریر کے موقع پر ہوا۔ بریلوی انداز کے معالات کے باو صفت خطاب کا عمومی تاثراً اچھا تھا۔ راقم الحروف بھی ان طلبہ علم میں سے تھا جو داکٹر صاحب موصوف سے حسنِ ظن رکھنے لگے تھے اور یہ سمجھنے لگے تھے کہ عام بریلوی علماء کے عکس داکٹر صاحب تحقیق کے میدان سے تعلق رکھتے ہیں۔

انہی دنوں موصوف نے عورت کی دینیت کے مسئلہ چھمبورأمت کے موقف سے علیحدہ راہ اختیار کی تو بریلوی مکتب فکر ہی کے ایک عالم مفتی غلام سرو قادری صاحب نے اس موضوع پر لکھے گئے ایک کتابچے کے مقدمہ میں انکشاف فرمایا کہ حضرت داکٹر صاحب قرآن و حدیث اور ان کے متعلقہ علوم میں غیر معمولی دسترس تو کیا رکھیں گے وہ تو عربی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ راقم الحروف ایک عرصہ تک مفتی صاحب کے ان الفاظ کو معاصر انہیں کھشمکش اور مولویانہ مبالغہ آمیزی پر سنبھی بھجتا رہا تاہم کچھ ”فہم القرآن“ میں دوران خطاب تالیع عصر نے لفظ قرآن کی عطشان اور غضبان کا ہم وزن قرار دیا۔ میرے حسنِ ظن کو دوسری بڑی ٹھوکر، بلکہ ضرب بھی داکٹر صاحب

نے اسی خطاب میں لگادی جب قرآنی الفاظ؛ وَهُوَيْحِيرُولَّا يَجَارُ عَلَيْهِ۔
 (المون ۸۸) کا ترجمہ یوں کیا : ”وہ سب کو اجر عطا فرماتا ہے کبھی سے اجرت نہیں مانگتا“
 جیران تھا کہ جو صاحب یحیر اور یجار کو جوار کی بیانے اجر سے مشتق سمجھتے ہیں
 ان کی تفسیر کا منہاج کیا ہوگا۔ یحیر اپنی پریشانی میں بدل گئی۔ جب ۲۵ ستمبر کی شام
 پاکستان ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والے خطاب بعنوان حمت العالمین میں ڈاکٹر
 صاحب موصوف نے قرآنی آیت : رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا۔
 (المومن) میں وَسِعْتَ کو وَسِعْتَ پڑھا حالانکہ مصحف شریف
 ان کے سامنے تھا فاذاللہ وانا الیہ راجعون ۰

اپنی اس حیرت و پریشانی کا ذکر رفیقِ محترم جب مکرم مولانا محمد رفیق اختہر
 کاشمیری سے کیا تو انہوں نے ”تعییر شخصیت“ کے حوالہ سے مضحكات مبکیات
 کی نشاندہی کی۔ راقم نے شبان اہل حدیث کے ناظم سلسلہ مطبوعات ہونے کی
 چیزیت سے درخواست کی کہ وہ اپنے ملاحظات مربوط فرمادیں۔ جمعیت
 شعبان اہل حدیث را ولپنڈی اُن کی ممنون ہے کہ انہوں نے اس درخواست
 کو شرفِ قبولیت بخشنا اور یہ عجالہ سپر فلم فرمایا جس میں قرآن و حدیث کے متعلق
 ڈاکٹر صاحب موصوف کے مبلغ علم کا جائزہ لیا گیا ہے۔

امید ہے کہ وہ نابغہ عصر کی علوم عقلیہ میں مہارتِ تامہ سے عوام کو جلد مطلع فرمائیں گے۔

وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَلِكَ الْجَزْءُ، رشید احمد۔ ناظم سلسلہ مطبوعات :
 جمعیتہ شبان اہل حدیث را ولپنڈی
 اکتوبر ۱۹۸۶ء
 مکتبہ مذکورہ
 محب دلائل و بوابین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مقت آن لائن مکتبہ

عرف آغاز

حضرت عمرؓ کا مشور فرمان ہے، تفہم و اقبال ان تسو دوا۔

(صحیح البخاری کتاب العلم) یعنی قیادت و سیادت کے مقام پر پہنچنے سے پہلے دین میں سمجھ حاصل کرو۔ اس لیے کہ جب کوئی شخص بڑے عمدے پر فائز ہو جاتا ہے تو اس کا منصب حصول علم کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ کہیں فرائضِ منصبی حصولِ علم کے لیے ضروری فراغت کا دائرہ تنگ کرنے لگتے ہیں تو کہیں احساسِ کمالِ جذبہ طلب پر چاند گلتا ہے۔ نیز مناصب کا ترک و حتشام مادی اور نفسیاتی تھجینیں پیدا کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں جب اس کا حلقةِ ارادت و سیع ہو جاتا ہے تو اس کے علم و تجربہ پر اعتماد کرنے والوں کے لیے اس کے نظریات و افکار میں سے صحیح و غلط میں انتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس طرح بغیر علم حاصل کیے بلند مقام پر پہنچ جلنے والے اشخاص ضلوا فاضلوا کا مصدق بن جاتے ہیں اور یہ صورت حال تابع اور متبوع دونوں کے لیے فتنہ بن جاتی ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری، بریلوی فرقہ کے مسلمہ مفکر بنتے جا رہے ہیں جس "اتفاق" یا اتفاقات کی بدولت انہیں قومی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بھرپور تشویہ میسر آگئی ہے ان کا اپنا ادارہ ان کی ہر تالیف سے پہلے "نالغہ عصر" کے عنوان سے ایک محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مبالغہ آمیز، پُر زور توصیفی مقالہ مقدمہ کے طور پر شائع کرنے کا انتظام کرتا ہے اس مقالہ میں بتایا جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف فوق الفطرت حد تک غیر عموی صلاحتیوں کے مالک ہیں اور تمام دینی و دنیوی علوم میں لذتیں قسم کی بصیرت رکھتے ہیں۔ اسی لیے اپنے ہم مسلم علماء کے عکس اجتہاد کے دروازے کو بند نہیں

سمجھتے، بلکہ

”دہ شدّت سے مُحوس کرتے ہیں کہ ائمۃ مُتقیدین و مُتأخرین کی فقہی آراء کی روشنی میں اجتہادی کاؤشیں جاری رہنی چاہتیں، اگر تمام معاملات میں بعض تقليید ہی جاوی و طاری رہی تو مسلمانوں کی عملی صلاحیتیں ناکارہ ہو کر زنگ آلو ہو جائیں گی۔ ملت کے احیا اور اُمت کے عروقِ مردہ میں تازہ زندگی پیدا کرنے کے لیے اسلاف اُمت اور ائمۃ اُمت کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق اجتہادی کاؤشیں تیز تر کرنے کی ضرورت ہے“

بریلوی فرقہ کے ایک عالم کی طرف سے اس قسم کے خیالات کا اظہار بسا غنیمت ہے، لیکن ڈاکٹر موصوف کی ذمہ داری تھی کہ دعوت اجتہاد سے پہلے اور اجتہادی کاؤشوں کو تیز تر کرنے سے پشتہ خود کو اجتہاد کا اہل ثابت کرتے، لیکن مقام افسوس ہے کہ موصوف نے اپنی تالیف و تقاریر میں قرآن مُنَذَّت کے علوم میں جس مہارت کا ثبوت فراہم کیا ہے اس سے با اجتہاد رقبہ حرج نہیں محکم دلائل و بڑائیں سے مزین، متنوع و مفہوم موضعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ولے اُن کے ہم مسلکوں کو اچھی خاصی محبت میسر آگئی ہے اور وہ کہ سکتے ہیں کہ جب اس عصر کے نابغوں اور ”مشکایافتون“ کا حال یہ ہے تو ”عام“ علامہ کیلئے یقین کیسے کھولا جا سکتا ہے؟

اجتہاد کے لیے قرآن و سنت کے علوم میں مہارت تامہ کا شرط ہونا طلبہ علم پر مخفی نہیں ہے، لیکن اپنی مایہ ناز تالیف ”سورہ فاتحہ اور تعمیر شخصیت“ میں ان بنيادی علوم میں جس قسم کی بصیرت و مہارت کا ثبوت دیا ہے اُس نے اس کتاب کے مقدمہ (نابغہ عصر) میں کیسے گئے بلند بانگ دعاوی کی قلعی کھوں کر رکھ دی ہے۔

ان گذارشات کا مقصد صرف علمی غلطیوں کی نشانہ ہی اور اس حقیقت کی نجابت اشارہ کرنا ہے کہ جب ”نابغہ عصر“ کی علوم نقلیہ میں یہ حالت ہے کہ ایسی دور کی کوڑیاں لاتے ہیں کہ بتدی طالب علم بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے تو دقیق علمی مسائل بخصوص علوم عقلیہ میں ان کی پرواز کس طرح خطرے سے خالی ہو سکتی ہے، کیوں کہ علوم عقلیہ میں مراجعت کے ذرائع بھی علوم نقلیہ کی طرح وافر نہیں ہیں۔ راقم ناچیز پر متعلق کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہے۔ وقد یا قائل۔

رحمہ اللہ امرءاً عرف قدر نفسہ

”راقم کا کمال“ صرف اسی قدر ہے کہ اس نے حضرت طاہر قادری بالفتاہ کی تالیف ”لطیف“ سورہ فاتحہ اور تعمیر شخصیت“ کا مطالعہ کیا۔ راقم کی دانست

میں جو طالب علم بھی اس کتاب کو سرسری نگاہ سے بھی دیکھے گا "علمی لطائف"
 اس کی نگاہوں کو از خود اپنی جانب متوجہ کر لیں گے۔
 زفرق تا به قدم ہر کجا کہ می نگرم!
 کوششہ دامنِ دل می کشد کہ جاینجاست

واعوذ بالله ان اكون في نفسي كبيرا وعند الله صغيرا .
 اللهم انفعنا بما علمنا وعلمنا ما ينفعنا ولا تجعل ما علمنا
 ايها وبالاعلينا -
 ان اريد الا اصلاح ما استطعت وما توفيق الا بالله -

محمد رفیق اختر کاشمیری
 متعلم جامعہ تدریس لقرآن والحدیث
 راوی پنڈی -

اکتوبر ۱۹۸۷ء



”نابغۃ الحصو“ کی ترجمہ اردن فرنی

قرآنی علوم میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے پندار کا عالم یہ ہے کہ منہاجِ لقرآن کے نام سے تفسیر بھی تصنیف فرمائے ہیں۔ مبتدی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ علماء متقدمین و متاخرین مفسر قرآن کے لیے عربی زبان، قواعدِ نحو و صرف اور علوم معانی و بیان کو بنیادی ضرورت قرار دیتے ہیں جب کہ ڈاکٹر صاحب کی علوم قرآن میں مہارت کی حدیہ ہے کہ ”غوث الاعظیم“ کی روحانی ہدایت اور شیخ طاہر علاؤ الدین صاحب کی بے پایاں نوازشات اور توجہات کے باوجود قرآنی آیات کا ترجمہ بھی درست طور پر نہیں کر پاتے۔ چنانچہ :

۱ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۸۹ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ
کا ترجمہ ”مگر جب وہ ان کے پاس تشریف لے آتے تو ان کو نہ پہچانا (اور) ان سے منکر ہو بلیطھے“ کیا ہے۔ (تمہیر شخصیت ص ۲۳)

یہ اچھوتا ترجمہ ڈاکٹر صاحب کی لغت عربی اور دیگر علوم قرآن میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی مہارت کی بنا پر ہی انھوں نے فاضل بریلوی اور پرکرم شاہ صاحب کے ترجموں کو لائق اعتناء نہیں سمجھا۔ واضح رہے کہ فاضل

بریلوی نے یوں ترجمہ کیا ہے : " توجب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا تو منکر ہو بیٹھئے "، پیر کرم شاہ صاحب نے یہ ترجمہ پسند کیا " جب تشریف فرا ہوا ان کے پاس وہ بنی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کرو یا گیا یا گویا دونوں ہمچنانے محصور کی طرح مَاعَرِفُوا میں ما کو موصول سمجھا جب کہ ڈاکٹر حباب کی تحقیق یہ ہے کہ ما نافیہ ہے اور اس کی خاطر انہیں را اور) کا لفظ قویں میں اضافہ سمجھی کرتا پڑا جوانوں نے اجتنادی کاوش سمجھ کر دیا ۔

۲- سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۱۳۵ : اُنْ يَكُنْ عَذِيّاً أَوْ فَقِيرًا فَإِنَّ اللَّهَ أَوْلَىٰ بِهِمَا کا ترجمہ " بے شک کوئی امیر ہو یا غریب اللائق دنوں سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کی خاطر عدل کیا جاتے) (تمیش خصیت ص ۱۹) اُردو تے مغلی میں ڈاکٹر کا کیا ہوا ترجمہ غمازی کر رہا ہے کہ موصوف اُولیٰ بہما اور اُولیٰ مِنْهُمَا میں فرق کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ فضیل القرآن میں پیر صاحب نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے : " اللَّهُ زِيَادَةُ خَيْرٍ خَوَاهُ هُنَّ دُنُونٌ " اور اس کی تفسیر یوں بیان کی ہے : " تم کسی کی خیرخواہی بھلا کیا کرو گے تم اپنے رب کا حکم مانو۔ تم سے زیادہ اللَّهُ خودا میر و غریب کا خیرخواہ ہے "

۳- سورۃ الانفال آیت نمبر ۸ : وَلَوْكَرَهُ الْمُجْرِمُونَ کا ترجمہ یوں کیا ہے : " بے شک مجرم لوگ اسے بُرا مناتے رہیں " سورۃ النساء

کی مذکورہ آیت کی طرح بیان سمجھی حرفاً شرط کا ترجمہ " بے شک " عربی میں محفوظ دلائل و برا بین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مہارت کے علاوہ اردو پر قدرت کا انعام فرمانے کے لیے کیا گیا ہے۔
 ضیار القرآن میں ترجمہ یوں ہے : ”اگرچہ اس کو ناپسند کریں عادی مجرم“ ۴ - سورۃ العصر میں وَتَوَاصُوا بِالْحَقِّ وَتَوَاصُوا بِالصَّبْرِ کا ترجمہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک یہ ہے : ”جنہوں نے حق کی بات یا حق کا ساتھ دیا اور پھر اس پر صبر کے ساتھ قائم رہے یا“ (تعیر شخصیت ص ۳) ضیار القرآن میں ترجمہ یوں ہے : ”ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تکید کرتے رہے یا“ ۵ - ترجمہ کے علاوہ انہوں نے تفسیر میں بھی اجتہادات کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۹ : وَلَا رُطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ میں کتاب مبین سے مُراد قرآن مجید بتایا ہے۔ (تعیر شخصیت ص ۳)
 اب ایک نظر جمبو مفسروں کے اقوال پر ڈلیے اور ڈاکٹر صاحب کے اجتہاد کی داد دیجئے۔

ابن حجری : الا هو مثبت في اللوح المحفوظ .

الکشاف : الكتاب المبين علم الله تعالى في اللوح .

رازی : ذالك الكتاب المبين هو علم الله تعالى ولا غير

هذا هو الاصوب .

تفسیر عیمی : کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کے علوم اس میں مکتوب فرماتے۔

ضیا القرآن : اس سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں علم الہی مشکل صورت میں موجود ہے۔



”نابغۃ الحسنه“

کی علوم حدیث میں ممتاز

علوم قرآن کے بعد اب ایک نظر علوم حدیث پر ڈاکٹر طاہر قادری صاحب کے اجتہاداتِ نادرہ پر بھی ڈال لیجئے۔ علم حدیث کا پہلا سبق یہ ہے کہ کسی قول فعل کی نسبت حضور رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کرنے سے پیشتر یقین و تثبت کر لیا جاتے۔ بغیر تحقیق کے کسی امر کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف کرنے پر دعید شدید وارد ہوئی ہے۔ ارشاد فرمایا:

من تقول على ماله اقتل فليتبوا مقعده
من النار۔

(ابن ماجہ، احمد)

یہی وجہ تھی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے کبار صحابہ حدیث بیان کرتے وقت خوف سے کانپ کانپ جاتے تھے کہ کہیں کوئی لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسا منسوب نہ ہو جائے جو آپ کی زبان مبارک سے نہ نکلا ہو۔

لیکن اس باب میں ڈاکٹر طاہر قادری صاحب کی احتیاط کا عالم یہ ہے کہ

الصلةُ مَفْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ

کا نہ سنا یا جملہ حدیث قرار دے کر

بے دھڑک حضور رسالتِ اپنے صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مسُوب کر دیا۔
 (تعمیر شخصیت ص ۱۷)

ڈاکٹر صاحبِ موصوف نے ایک انٹرویو میں فرمایا تھا :
 ”وہ جسمانی و روحانی دونوں طرح سے اپنے پیر و مرشد کی حفاظت
 میں پس ہے“

اور طریفک کے حادثات میں بچ رہنے کو اپنے پر طریقت کی حفاظت کا
 نتیجہ قرار دیا تھا۔ (قومی ڈائجسٹ مارچ ۱۹۸۷) لیکن ان کی تالیف الطیف پڑھ
 کر محسوس ہوتا ہے کہ وہ روحانی اور جسمانی طور پر کسی حفاظت میں ہوں تو ہوں
 علمی طور پر یقیناً غیر محفوظ ہیں حالانکہ الہامیت میت الاحیاء۔
 قرآنی آیات کا غلط ترجمہ کرنا اور حضور رسالتِ اپنے صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب
 بے سرو پا احادیث کی نسبت کرنا طریفک کے حادثہ میں جا بحق ہو جانے
 سے کہیں زیادہ مہلکا ہے۔

الصلوة معراج المؤمنین کے علاوہ انكسار العاصین
 احب الى الله من صولة المطیعين اور التکبر مع
 المتکبرین عبادة کے جملے بھی اس انداز سے نقل کیے ہیں کہ ان
 پر حدیث مرفوع ہونے کا گمان ہوتا ہے (تعمیر شخصیت ص ۱۸ و ص ۱۹)
 اگر ڈاکٹر صاحب جانتے تھے کہ یہ حدیث نہیں تو انہیں کوئی اور اسلوب

اختیار کرنا چلہتے تھا، لیکن اگر انہیں حدیث ہی سمجھتے رہے ہیں تو
فالمصيبة اعظم۔

اسی طرح فتنہ روایت کامتفقة اصول ہے کہ موضوع (من گھڑت) روایت
یا ان کو نہاؤ نہیں الیہ کہ ساقہ ہی یہ بتا دیا جائے کیا یہ جھوٹ ہے۔ ترجمہ
نجۃ الفکر میں ہے :

اتفقوا علی تحریم روایة الموضوع الامقورونا
بیانہ۔

لیکن قادری صاحب خود کو اس پابندی سے ماوراء سمجھتے ہیں چنانچہ
عوام میں مردّج "فاتحہ" کی تقویت کے لیے فرماتے ہیں :

"اس امر کی تائید حضرت حذیفہ ابن الیمان سے مروی اس حدیث
نبوی سے بھی ہوتی ہے جسے امام بیضاوی نے انوار التزیل میں نقل
کیا ہے" (تمیر شہیت ص ۲۷)

حالانکہ برصغیر میں متداول تفسیر بیضاوی کے نسخوں کے حاشیہ پر اس
حدیث کا موضوع ہونا واضح طور پر بتا دیا گیا ہے۔



”نابغۃ الحسنو“ اور فوہ روایت حدیث

علماء و محدثین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جھوٹی روایات لگھرنے والوں متنہ بالکذب اور اہل بدعت (معاندین) سے روایت کرنا جائز نہیں۔ مقدمہ صحیح مسلم لیکن ڈاکٹر صاحب موصوف اس قاعده کی پابندی کرنا ضروری نہیں سمجھتے بلکہ ایک روایت بڑے اعتقاد کے ساتھ نقل کرنے کے بعد بڑی دلاوری سے فرماتے ہیں : رواہ ابن السعد من روایة جابر الجعفی (ص ۵) ، حالانکہ حدیث کے بتدی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ جابر جعفی وہ حضرت ہیں جن کے متعلق امام ابوحنیفہؓ نے ارشاد فرمایا کہ :

”میں نے اس سے زیادہ جھوٹا شخص نہیں دیکھا جو بھی بات کرو یا اس کی حدیث بنادیتا ہے“ (میزان الاعتدال)

نیز حافظ ابن حجرؓ نے (جنہیں ڈاکٹر بھی اسماء الرجال کا امام تسلیم کرتے ہیں) ان صاحب کو ضعیف ، رافضی کے القاب سے ذکر کیا ہے (ہندیں اعتمید) لیکن ڈاکٹر صاحب اس کذاب رافضی کی روایت پر اس قدر ریجھے کہ فرماتے ہیں : ”اس حدیث کے بعد تائل کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔ (ص ۴)“

ڈاکٹر صاحب کو اگر دودھ کا کوئی مٹکا ملا ہے تو خالص دودھ تقسیم فرمائیں
نہ سُناتے جملے، وضعی روایات اور جلساز افراد سے لیا ہوا ذہر تریاق کے
نام پر اس میں نہ ملائیں۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں :

”آج ہماری سب سے بڑی بحثتی یہ ہے کہ قرآن اور اسلام کے
داعی مبلغ اور فکر بہت سے ایسے لوگ ہو گئے ہیں جو فتنِ حدیث و
روایت اور اس کی تفصیلات سے بالکل بے خبر ہیں۔“ (تعمیر شخصیت ص ۲۸)
ان کا یہ ارشاد بالکل بجا ہے اور اس افسوسناک حقیقت کا یہ اثبوت
یہ ہے کہ ادارہ منہاج القرآن کا بانی، تفسیر منہاج القرآن کا مؤلف اور
فہم القرآن کا پرجوش اور مقبول عوام مقرر فتنِ حدیث و روایت کی تفصیلات
تو درکنارِ مبادی سے بے بھرہ ہے۔ فتنِ نقدِ حدیث کے لطیف و دقیق مباحث
ایک طرف وہ تو احادیث کا صحیح ترجمہ کرنے سے عاجز ہے۔



فہم حدیث میں ”نابخہ سے“ کے کمالات

۱۔ حدیث ابشر بنورین قد او تیتھما لعیوتھما
نبی قبلک فاتحة الکتاب و خواتیم سورۃ البقرۃ
لع تفترأ حرقا منها الا او تیتھ

کے الفاظ مسلم و نسائی کا حوار دے کر نقل کیے۔ اس نقل میں جو سقم ہے وہ
ایندہ بیان ہو گا، خط کشیدہ جملے کا ترجمہ ڈاکٹر طاہر صاحب نے یوں کیا ہے:
”ان میں سے جو حرف آپ پڑھیں گے آپ کو نور نیز
جاتے گا“ (صت)

جب کہ مُتبَدِی طلبہ پر بھی مخفی نہیں ہو سکتا کہ او تیتھ میں ضمیر کا مرجع
نور نہیں حرف ہے اور جملے کا صحیح ترجمہ یہ ہو گا:
”ان میں سے جو حرف بھی آپ پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کر دیا
جاتے گا“

ملا علی قاری کے بقول مفہوم یہ ہے کہ ان میں جو جملے دعا تیسہ ہیں مثلًا

اَهْدَنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، غُفْرَانَكَ، وَانصُرْنَا

محکم دلائل و برائین سے مزین، متنوع و منفرد محتوا عات پر مشتمل مقت اُن لائن مکتبہ

وَاعْفُ عَنِّي تُوَيْهُ دُعَائِي مُقْبُولٌ هُوَ لَكَ اُور جُمْدَهُ حَمْدَهُ شَتَا پَر
مشتمل ہیں ان کا اجر و ثواب عطا ہو گا۔ (المرقاۃ شرح المشکاة ۳۲، ۲)

۲۔ ایک حدیث اوتیت بجواہم السکلم۔
کے الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ اصل الفاظ کی تفصیل آئندہ سطور میں ہو گی
ڈاکٹر صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے :

”مجھے تمام کلاموں کا مجموعہ اور ما حصل عطا کر دیا گیا ہے“
حالانکہ درست یہی تھا کہ ”مجھے جو اہم کلم غطا کر دینے گئے“
جو اہم کلم کی تفسیر ملا اعلیٰ قاریٰ نے یوں کی ہے :

ای قوۃ الا يجاذ فی اللفظ مع بسط فی المعنی
فابین بالکلمات الیسیرۃ المعانی الكثیرۃ
(مرقاۃ ۱۱/ ۲۹)

”یعنی مجھے ایسے کلام پر قدرت بخشی کی ہے جس کے الفاظ مختصر
ہوں، لیکن وہ بہت سے معانی کو سمونے ہوتے ہوں“

۳۔ ارشاد ہوتا ہے، حضرت عبد اللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت
کرتے ہیں :

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا أخبرك
باخير سورة نزلت في القرآن قلت بل يارسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم قال فاتحة الکتاب و
احسیبہ قال فیہا شفناء من کل داء۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں قرآن کی اعلیٰ او فضل
 سورت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور
 فرمایتے، آپ نے فرمایا وہ فاتحة الکتاب ہے اور میں اسے کافی سمجھتا
ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس میں ہر مرض کے لیے دو اہم (صکیں)
 خط کشیدہ عبارت کا یہ ترجمہ کئی اسے کافی سمجھتا ہوں، ڈاکٹر طاہر
 قادری صاحب کی عربی زبان کے قواعد میں مہارت اور علم حدیث یہ
 ”استعد او بصیرت“ کی دلیل ہے جس کی بدولت بریلوی حضرات کے
 غزالی دوران نے نابغۃ عصر کو مندرجہ حدیث عطا فرمادی۔ اگر ڈاکٹر صاحب نے
 عربی قواعد سچ پڑھے ہوتے تو نحن و اخوات ہما کے باب میں ابن مالک کا یہ
 بیت بھی ان کی نظر سے گذر آہوتا:

و لا تجز هننا بلا دليل
 سقوط مفعولین اور مفعول

احسب کامفعولِ ثانی جس کا ترجمہ ڈاکٹر صاحب نے کافی کیا ہے کہاں ہے؟
 اگر مخدوف ہے تو اس کی دلیل کہاں ہے؟

اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے محروم مقدمہ کے بقول محمد بنین کے طرز پر سنید تو

حاصل کری، لیکن حدیث کی تحصیل محدثین کے طرز پر نہ کر سکے۔ دردناک اینیں معلوم ہوتا کہ احسبہ قال وغیرہ الفاظ راوی اس وقت کشایہ ہے جب کوہ کسی لفظ کے متعلق تردید ہو۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے :

عن ابی بکرۃ ذکراالتبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال فان دماء کم و اموالکم قال محمد
واحسبہ قال واعراضکم علیکم حرام
کحرمة يومکم هذَا (احادیث) کتاب ہلم باب یبلغ العلم الشاہدین
یعنی راوی کو واعراضکو کے الفاظ کے متعلق تردید تھا تو اس نے
واحسبہ قال کے الفاظ کے ساتھ اس کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر طاحب کی
ترجمہ کردہ حدیث میں بھی ان الفاظ کا درست ترجمہ یہ ہو گا کہ :

”میں سمجھتا ہوں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس میں شفار ہے“

لیکن نابغۃ عصر نے علوم حدیث اور فتن روایت میں غیر معمولی مہارت کی
بنائپر راوی کے الفاظ کو حدیث رسول بنایا۔

۲۔ صحیح بخاری میں سے ایک حدیث کا جملہ نقل کیا ہے :

ما كان يدریه انه ارقیه۔

اس کا ترجمہ ڈاکٹر طاحب نے یوں کیا ہے :

”کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ صورتِ تریاق ہے؟“ (ص ۲۵)

گویا اس مختصر اور سادہ سے جملے کے ترجمہ میں بھی نابغۃ عصر نے دو غلطیوں کی گنجائش نہ کالی۔ ایک تو رقیہ کا معنی تریاق کیا ہے جب کہ رقیہ کا معنی پچھلے پڑھ کر پھونک مارنے کے ہیں جب کہ تریاق کھلنے کی مرکب دوا ہے (لسان العرب، ان موس المحيط) دوسرے یہ جملہ اظہار تعجب کے لیے ہوتا ہے۔ (فتح الباری) اس کا درست ترجمہ یہ ہو گا :

”اُسے کس نے بتایا کہ یہ سورتِ دم بھی ہے۔“

چنانچہ سنن دارقطنی میں اس کے بعد یہ الفاظ ہیں :

فقتلت یا رسول اللہ شئ القى فی رو عی۔

”حضور بس میرے دل میں یہ بات القا کر دی گئی؛“

۵۔ مسنداً حمد کی حدیث :

ما احباب عبد الله الا اکرم ربہ۔

اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ :

”جب بھی کوئی بندہ اللہ کے لیے کسی دُوسرے سے محبت کرتا ہے

تو اللہ تعالیٰ بھر صورت اُسے نیکی اور بُذرگی سے نواز دیتا ہے؟“

(تعمیر شخصیت ص ۱۷۹)

یہ غلط ترجمہ نابغۃ عصر کی لغتِ عرب اور نحو و صرف پر مکمل عبور، بلکہ قدرت

پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ ترکیب میں واقع مفعول پر کو فاعل بنانے کے اختیارات رکھتے ہیں۔ حدیث کا درست ترجمہ یہ ہے کہ :

”کسی دوسرے بندے سے محبت کرنے والا بندہ درحقیقت اپنے رب کی تعظیم کرتا ہے“

اسی مفہوم کو ایک اور حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے :

ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبة المسلم

۶ حدیث: اَوْلُ مَا خلقَ اللّٰهُ الْفَتْلِم - کے آخر میں

ایک جملہ ہے :

فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَّا الْأَبْدَ

ڈاکٹر قادری صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے :

”جو کچھ قلم سے پہلے ہو چکا تھا اور جو کچھ اب تک ہونے والا تھا اس نے سب کچھ دیا“ (ص ۵۳)

حالانکہ ملا علی قاری نے واضح طور پر لکھا ہے :

المضى بالنسبة اليه عليه الصلوة والسلام

(مرقاۃ ۱/۱۶)

یعنی ما کان میں ماضی کا صیغہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعتبار سے ہے۔ اس کے بعد علام مرطبی کا قول بھی نقل کیا ہے :

اَنَّا هُوَ اخْبَارٌ بِاعْتِبارِ حَالَهُ عَلَيْهِ الْصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ اَيْ قَبْلِ تَكْلِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِذَلِكَ لَا قَبْلَ الْفَتْلِمِ (مرقاۃ ۱۶۰/۱)

یعنی فکتب ماساکان سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ نبی صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
کے یہ گفتگو فرمانے سے پہلے ہو چکا تھا، قلم سے پہلے مُراد نہیں۔



اصول تحریج حدیث میں

”ناپختہ سمسو“

کی ایجاد اُت

نابغہ عصر کے یکے ہوتے غلط ترجموں میں سے انہی مثالوں پر استفاذہ کرنے ہوئے ان کی اس تالیف لطیف کی روشنی میں ایک نظر دیکھ علوم حدیث میں الفاظ کی مہارت تامہ پر ڈالیے۔ روایت حدیث کے آداب میں سے ہے کہ الفاظ کا تشدید کیا جائے بالخصوص جب حدیث کسی کتاب کے حوالہ سے نقل کی جا رہی ہو تو اس میں مذکور الفاظ کا الترام ضروری ہو جاتا ہے (مقدمہ ابن الصلاح) لیکن ڈاکٹر صاحب موضوع خود کو اس پابندی سے مادرا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ

- لا صلوٰۃ الابفاتحة الکتاب کے الفاظ بخاری و مسلم کی طرف مسُوب کیے ہیں (تعمیر شخصیت ص ۱۵۶) جب کہ ان الفاظ کے سائے صحیحین میں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔
- او تیت بجوا مع الکلم کو متفق علیہ قرار دیا ہے، حالانکہ صحیحین میں اعطیت جوا مع الکلم کے الفاظ ہیں او تیت کے الفاظ صحیح مسلم میں ہیں، لیکن او تیت کے بعد باء کا استعمال ڈاکٹر قادری صاحب کے فتن روایت اور عربی دانی کا کمال ہے۔

۳۔ کل امر ذی بال لعیداً فیہ بالحمد
فهو ابتر۔ کے الفاظ کے ساتھ حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ
کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ (تعمیر شخصیت ص ۲)
حالانکہ ابو داؤد میں یہ حدیث فہم واجذم اور ابن ماجہ میں فہم و
اقطع کے الفاظ کے ساتھ مردی ہے۔

۴۔ صحیح مسلم و سنن نسائی کے حوالہ سے ایک حدیث کا آخری جملہ یوں لکھا ہے
لَعْتَقْرَا حِرْفًا مِنْهَا إِلَّا وَتَيَّتْهُ (ص ۳) جب کہ دونوں
کتابوں میں لَعْتَقْرَا حِرْفًا مِنْهَا إِلَّا عَطَيْتْهُ کے
الفاظ ہیں۔

فین روایت میں ڈاکٹر صاحب کے کمالات کا مظاہرہ اسی پختگی نہیں ہو جاتا،
 بلکہ اس باب میں جدید طرز روایت کی بنیاد بھی رکھی ہے جس کے مطابق احادیث
کو اصل مخرج کی جیلتے کسی اور کتاب کی طرف نسُوب کرتے ہیں اور اہل تحقیق
کے لیے آسانیاں پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً :

۱۔ ارشاد ہوتا ہے امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دستی
کرتے ہیں :

فاتحة الكتاب تعديل ثلثي القرآن (۳۵)

جب کہ صحیح بخاری کے متداول نسخوں میں یہ روایت نابغۃ عصر اپنے

صاحبِ کشف و کرامات پیر طریقت کی مدد و تعاون سے بھی تلاش نہیں فرماسکتے۔ وہ اپنے تصرف کو برداشت کار لاتے ہوئے صحیح بخاری میں داخل فرمادیں تو دوسرا بات ہے۔ تعالیٰ یہ حدیث مسنون عبد اللہ بن جعید میں ہے اور سنداں کی بقول امام شوکانی ضعیف ہے۔ (فتح القدير)

۲۔ افضل القرآن الحمد لله رب العالمين کو بھی نابغہ عصر نے صحیح بخاری کی روایت قرار دیا ہے (ص ۳۶) حالانکہ حاکم نے متذکر میں یہ حدیث روایت کرنے کے بعد لکھا ہے : علی شرط مسلم ولو یخرج اہل گویا یہ حدیث صحیح بخاری میں تو کیا ہوتی اس کی شرط پر بھی نہیں ہے مسلم یہ بھی نہیں بلکہ حاکم کا اسے علی شرط مسلم کہنا بھی عمل نظری ہے کیونکہ اس کی سند میں علی بن عبد الجمید المعنی نامی راوی رجال مسلم میں نہیں ہے۔
 ۳۔ بین العبد والکفر ترك الصلوة کو صحیحین کی حدیث قرار دیا (ص ۱۷) جبکہ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث شاید دو اور یہ چند میں مل ہی نسکے۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث روایت ہی نہیں۔ صحیح مسلم میں ہے اور اس کے الفاظ یوں ہیں :

بین الرجل و بین الشرك ترك الصلوة
 سنن ابن داؤد اور جامع الترمذی میں بین العبد و بین الكفر
 ترك الصلوة کے ساتھ مردی ہے۔

۴۔ کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھے فی البعث
کو مسند احمد، تاریخ بکیر امام بخاری اور امام حاکم کی طرف منسوب کیا ہے
(ص ۵۹) حالانکہ یہ حدیث مذکورہ مراجع میں مروی نہیں ہے۔ ان کتابوں
کی طرف اس حدیث کی نسبت کرنا دراصل نابغۃ عصر کی سخن فہمی کا کمال
ہے جس کا بیان آئینہ سطور میں ہو گا۔ ان شار اللہ تعالیٰ



فِنْ نَقْدِ حَدِيثٍ مِّنْ ”نَا بُخْرَةُ كَسْبِي“

”اجتہادات“

ڈاکٹر طاہر قادری صاحب نے فِنْ روایت کو جدید اصول عطا کرنے کے علاوہ فِنْ نقد حدیث میں بھی اجتہادات بلکہ ایجادات کی ہیں۔ مثلاً :

۱۔ حدیث : فاتحة الکتاب شفاء من كل داء (چے) حافظ سیوطی جیسے فراہم مصنف بھی ضعیف قرار دیئے بغیر نہیں رہ سکے) کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے، دارمی نے مسند اور بیقی نے شعب الاین میں اسناد صحیح سے روایت کیا ہے۔ (ص ۳۷) نابغہ عصر نے اس حدیث کی سند کو از راہ اجتہاد حکی صحیح قرار دیا ہوگا، کیونکہ محدثین کے قدیم اور مسلمہ اصول و فتوابط کے مطابق اسے صحیح قرار دینا ممکن نہ تھا۔ صحیح اسناد کیلئے تمام علماء حدیث کے نزدیک اتصالِ سند اور روایوں کی عدالت و ثقا ہست شرط ہے جبکہ دارمی اور بیقی نے یہ روایت مرسل روایت کی ہے۔ عبد الملک بن عیمر صحابی نہیں تابعی ہیں وہ بھی طبقہ اولی میں سے نہیں بلکہ طبقہ وسطی میں سے۔ لہذا سند منقطع ہے۔ امام ابو حاتم جیسے نقاد نے عبد الملک کے متعلق یہ بھی کہا ہے صالح الحدیث لیس بحافظ گویا متفرد ہونے کی صورت میں

قابل اعتماد بھی نہیں ہیں۔

بیہقی کی سند میں محمد ابن مندہ الاصفہانی نامی راوی ہیں، ابن ابی حاتم نے ان کے متعلق کہا : لعیکن بصدق وق گویا راوی ثقة نہیں۔
دارمی کی سند میں قبیصہ بن عقبہ نامی راوی ہیں جو فی نفسہ حدائق تو ہیں، لیکن یہ حدیث انہوں نے سفیان ثوری سے روایت کی ہے اور ان کا سفیان ثوری سے سماع صغری میں ہونے کے سبب ناقابل اعتماد ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل اور امام تیجی بن معین جسیے اکابر محدثین نے تصریح کی ہے۔

(تہذیب التہذیب شیرح العلل ابن حبیب) www.KitaboSunnat.com
ان علقوں کی موجودگی میں مذکورہ روایت کی اسناد کو صحیح قرار دینا نابغہ عصر کی اجتہادی کاوشوں کے بغیر ممکن نہ تھا۔

لیکن ڈاکٹر صاحب کے اجتہادی اصول بھی شاید دن مومن کریا شب آہن نبایا قسم کے ہیں، کیونکہ اگر اس قسم کی احادیث کو وہ مستقل طور پر صحیح الاسناد سلیم فرمالیں تو عورت کی دیت مرد کے مقابلہ میں نصف ہونے کے مسئلے میں دسیوں احادیث کو صحیح قرار دینا پڑے گا۔ حافظ ابن مندہ کا یہ قول کتفہ بجا ہے کہ علم حدیث کے ندعی توبہت ہیں، لیکن یہ دولت اللہ تعالیٰ نے خاص افراد کو عطا فرمائی ہے۔ حنفی، شافعی، متفقین، حارث محاسبی، جنید بغدادی اور دیگر اہل خاطر کے پیروؤں کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اس باب میں زبان کھولیں، اس لیے کہ محکم دلائل و برائین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حدیث کے متعلق کلام کرنا صرف ان لوگوں کا حق ہے جنہوں نے یہ علم محدثین سے حاصل کیا ہے۔ (شرح العلل ابن رجب)

نقد حدیث میں اجتہادی کا وسیع جاری رکھتے ہوئے مشورہ عوام روایت اول مخلق اللہ نور نبیک یا جابر کے متعلق نابغہ عصر نے فرمایا :

”اس حدیث کی صحّت و قبولیت کے لیے درحقیقت یہی امر کافی ہے کہ اس کی تحریخ امام عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ کی جو امام بخاری“ و مسلم کے استاذ الاستاذ اور امام احمد بن حنبل“ اور دیگر جلیل القدر آئمہ کے استاذ ہیں“ (تعیر شخصیت ص ۵۵)

تصحیح روایات کے لیے ڈاکٹر صاحب کا اجتہادی اصول اگر درست ہے تو امام نسائی اور امام دارقطنی جیسے جلیل القدر آئمہ کی روایت کردہ حدیث : عقل المرأة مثل عقل الرجل حتى يبلغ الشلت من ديتها۔

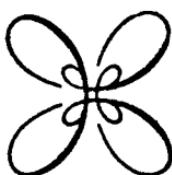
مرتبہ صحّت تک پہنچنے سے کیوں قاصر ہے۔ ابن خزیمہ“ جیسے اس طین سید نے اسے صحیح قرار دیا۔ محدثین کی تصریحات، صحابہؓ کے اجماع اور آئمہ کے عمل بلکہ تعامل کے باوجود ڈاکٹر صاحب اس حدیث کو صحیح تسلیم نہیں کرتے، لیکن جب معاملہ مصنف عبد الرزاق کی مذکورہ روایت کا آتا ہے تو با وجود یہ مُصنف

عبدالرزاق شاہ ولی اللہ کے بقول سنن نسائی سے کمتر درجے یعنی تیسرا درجہ کی کتاب ہے جس میں صحیح، حسن، ضعیف، معروف، شاذ، منکر سب اقسام کی روایات موجود ہیں (حجۃ اللہ البالغ) تو ڈاکٹر صاحب صرف مصنف کی جلالت قدر اور ان علماء کی آراء کا سہارا لے کر جو فین نقہ حدیث میں کوئی مقام نہیں رکھتے، اس روایت کو صحیح قرار دینے پر اصرار کرنے لگتے ہیں۔

صحیح حدیث کے لیے معتبر شروط معروف ہیں۔ حدیث کی سند ذکر کر کے اتصال، راویوں کی عدالت و ثقا ہست ثابت کرنے کے بعد تن کا شذ و علت سے محفوظ ہونا ثابت کرنے کے بعد اگر ڈاکٹر صاحب اس حدیث کے لیے صحیح کا سُنْنَةٌ فِي كِبِيْطٍ جاری فرماتے تو کچھ بات ہوتی، لیکن یہاں تو سرہی غائب ہے گریبان سے۔ مصنف عبد الرزاق مطبوع اور متداول ہونے کے باوجود یہ حدیث اپنی سند سمیت نیاب ہے۔

ڈاکٹر صاحب کشف و کلامات کے ذریعے ہی اس کی سند ڈھونڈ لائیں تو اپنے ہم سکن واغظوں پر ان کا عظیم احسان ہو۔ چند متاخرین کی اتباع میں الی روایات کی صحیح پر اصرار ڈاکٹر صاحب سے مدعیان علم و تحقیق کے شایان شان نہیں ہے۔ کسی روایت کا محض کسی جلیل القدر مؤلف کی کتاب میں پایا جانا اس کی صحیحت کی دلیل تسلیم کر لیا جاتے تو علماء محدثین کی بجائے علل کی دفیت بحثیں لاطائل ہو کر رہ جائیں گی۔ یہ پہلو بھی پیش نظر رہنا چاہیئے کہ امام عبد الرزاق کے پاس اگر یہ حدیث صحیح سند کے

ساتھ ہوتی تو امام احمد بن حنبل[ؓ] اور اسحاق بن راہب یہ اس کے متعلق اہمال سے کام نہ لیتے اور ان کے توسط سے یہ حدیث امام بخاری[ؓ]، امام مسلم[ؓ] اور دیگر مصنفوں میں جگہ پائے بغیر نہ رہتی اور چودہ صدیاں گذرنے کے باوجود اس طرح گمنام و بلے نشان نہ رہتی۔ عام فہم سی بات ہے کہ خبر جس قدر عظیم اشان اور غیر معمولی اہمیت کی حامل ہو تو ذریعہ خبر بھی اسی قدر قابل اعتماد ہونا ضروری ہے احناف نے تو بہت سی صحیح احادیث کو بلوی عامہ میں خبر واحد قرار دے کر ناقابل اعتماد ٹھہرایا ہے، لیکن ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم مسلک اس بے سند حدیث، کو اپنے عقائد کی بنیاد بنا رہے ہیں اور اس کی اساس پر امت کے اجتماعی عقیدہ (البشریت، انبیاء) میں تمام امت سے اختلاف کرنے پر تلے ہوتے ہیں۔



”نابغہ کھبو“

کی سخن و فہمی

علوم قرآن و سنت میں مہارتِ تامہ رکھنے کے علاوہ نابغہ عصر شریح حدیث اور دیگر عربی عبارات میں اپنی جانب سے نئے نئے مطالب پیدا کرنے میں بھی یہ طولی رکھتے ہیں۔ اور اس باب میں بھی انہوں نے مجید العقول کارنامے انجام دیتے ہیں۔ شلّا :

مشکوٰۃ المصایح میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے :

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَتَالَوا
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ فَتَالَ
وَآدَمَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسْدِ رَوَاهُ التَّرمِذِيُّ
مَلَّاعِلُ قَارِئٍ نَّفَرَ إِلَيْهِ مَنْ تَعْلَقَ لَكُمْ حَاجَةٌ :

ورواه ابن سعد والبونعيم في الحالية عن ميسرة
الفخر وابن سعد عن ابن أبي الجدعاء والطبراني
في الكبير عن ابن عباس بلفظ كنت نبياً وأدم

بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسْدِ كَذَا فِي الْجَامِعِ وَقَالَ أَبْنُ

ربع اخرجه احمد و البخاری فی تاریخہ و صحیحہ
الحاکم و روی ابو نعیم فی الدلائل وغیره من
حدیث ابو هریرہ مرفوعاً كنت اول النبیین فی
الخلق وآخرھو فی البعث واما ما ید ور علی
الاسنۃ بلفظ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین
فقال السخاوی لم اقفت علیه بهذاللفظ فضلاً
عن زیادۃ وکنت نبیا ولا ماء ولا طین وقتاً
الحافظ ابن حجر فی بعض اجوبۃ ان الزیادۃ
ضعیفة وما قبلها قوی۔ (مرقاۃ ۱۱/۵۸)

عبارت کا مستفادہ واضح ہے کہ :

(۱) وکنت نبیا وآدم بین الروح والجسد کو امام احمدؓ نے
مسند میں، امام بخاریؓ نے تاریخ کبیر میں اور امام حاکم نے مستدرک میں
روایت کیا ہے۔

(ب) ابو نعیم وغیرہ نے حدیث کنت اول النبیین فی الخلق و
آخرھو فی البعث حضرت ابو هریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

(ج) عوام میں مشہور روایت کنت نبیا وآدم بین الماء والطین
کے متعلق حافظ سخاوی کہتے ہیں کہ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث میں

ابھی تک نہیں پا سکا اور یہ جو زیادت ”وَكُنْتَ نَبِيًّا وَلَا مَاءِ وَلَا طَهِينَ“ کے الفاظ کے ساتھ ہے یہ تو پہلی سے بھی بڑھ کر ہے۔ حافظ ابن حجرؓ نے فرمایا کہ یہ زیادتی ضعیف ہے، البتہ اس سے پہلے کے الفاظ قوی ہیں۔

لیکن نابغۃ عصرتے ابو نعیم وغیرہ کی حدیث کہت اول النبیین فی
الخلق و آخره ع فی البعث کو مند احمد، بخاری کی تاریخ بکیر اور
مستدرک حاکم کی جانب مسُوْب فرمادیا (ص ۵۹) ملاعِن قاریؓ کی عبارت میں
کوئی غموض نہیں تاہم حافظ سخاوی کی تعبیر ان سے واضح ہے۔ چنانچہ انہوں نے
حدیث کہت اول النبیین فی الخلق کے متعلق لکھا ہے :

ابو نعیم فی الدلائل وابن الباقی حاتم فی تفسیره وابن
اللآل و من طریقہ الدیلمی کہہ من حدیث
سعید بن بشیر عن قتادہ عن الحسن عن
اب هریرة مرفوعاً وله شاهد من حدیث
ميسرة الفخر بلفظ کہت نبیا و ادم بین
الروح والجسد اخرجہ احمد و البخاری فی تاریخہ
والبغوی وابن السکن وغیرہما فی الصحابة
وابو نعیم فی الحلیة وصحیحه الحاکم۔ (المقادیس)

یعنی کنت اقل النبیین فی الخلق کو مستد احمد، تاریخ بکر اور
مستدرک حاکم کی طرف مسوب کرنا ڈاکٹر صاحب کی سخن فہمی کا کرشمہ ہے۔
مرقاۃ کی متذکرہ صدر عبارت میں حافظ ابن حجرؓ کا قول منقول ہے : ان
الزيادة ضعيفة وما قبلها قوىٰ سے مراد وہی حدیث ہے
جو اس سے پہلے مذکور ہے ، لیکن ڈاکٹر طاہر قادری صاحب نے اسے بھی حدیث
کنت اول النبیین فی الخلق کے متعلق سمجھ لیا ! فرماتے ہیں یہ حدیث
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مردی ہے اور حاکم نے اسے صحیح
بیان کیا ہے (لیکن کہاں ؟) امام جلال الدین اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ
جیسے اسماء الرجال کے امام بھی اس کو قویٰ اور صحیح تسلیم کرتے ہیں (انت) حالانکہ
اگر حافظ ابن حجرؓ نے اسے صحیح تسلیم کیا ہوتا تو حافظ سخاوی ان کا قول ضرور نقتل۔
فرماتے اور اسے ميسرة الفخر کی روایت بطور شاہد ذکر کرنے کی ضرورت
پیش ہی نہ آتی ، اگر ڈاکٹر صاحب المقادی الحسنة میں حدیث مذکور دوبارہ دیکھ
سکیں تو انہیں معلوم ہو کہ اس کا راوی سعید بن بشیر ہے جو قتادہ سے روایت کرتا ہے
ابن نیر نے کہا : یروی عن قتادہ المنکرات (میزان الاعتدال)
یعنی قتادہ سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔ امام احمدؓ نے اسے ناقابلِ اعتماد
قرار دیا (الجرح والتعديل) حتیٰ کہ ڈاکٹر صاحب کے مسلمہ امام ابن حجرؓ نے بھی اسے
ضعیف قرار دیا (تقریب التذیب) اب ایسے راوی کی روایت کو جسے حافظ

خود ضعیف قرار دیتے ہیں صحیح کیسے کہ سکتے ہیں؟ خاص طور پر اس صورت میں کہ سعید بن ابی عربۃ جیسا ثقة راوی اسے مرسل و موقوف روایت کرتا ہے۔
 (تفسیر ابن کثیر)

ای طرح مرقاۃ میں ہے :

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَكَانَ
 عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كَانَ الْمَاءُ قَالَ
 عَلَى مَنْ رَأَيْتُ الْوَرِيقَ رَوَاهُ الْبَيْهِقِيُّ ذَكْرَهُ إِلَّا بِهِرَى
 فَالْأُولَى اضَافِيَّةٌ (۱۴۶، ۱)

عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ ہبھقی کی روایت کردہ حدیث کو ابھری نے ذکر کیا ہے اور ملائی قاریٰ نے اس سے نتیجہ نکالا کہ قلم کی اولیٰ اضافی ہے، لیکن ڈاکٹر طاہر قادری صاحب اس عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں :
 یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ قلم سے پہلے بھی فی الحقیقت کچھ تخلیق کر رکھا تھا جو قلم سے بھی پہلے تھا۔ اس تعارض کو امام ابھری نے رفع کیا، جسے ملائی قاریٰ یوں بیان کرتے ہیں فالاولیٰ اضافیہ (ص ۵۲)
 حالانکہ ابھری نے اشکال ذکر کیا وہ رفع ان کی طرف اس اشکال کے حل کی نسبت فی الحقیقت نابغہ عصر کی سخن فہمی کا کمال ہے۔

صاحب مشکوۃ المصایح نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

محکم دلائل و برائین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

روایت کردہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے :

انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین و
ان ادم لمنجدل فی طینة و سأخبرکم باول
امری دعوة ابراهیم وبشارة عیسیٰ و رویا
امی الی رأت حین و ضعنتی قد خرج لها
نور اضاء لها منه قصور الشام . و اه فی شرح النبی
یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد صاحب مشکوہ نے لکھا ہے :
ورواه احمد عن ابی امامۃ من قوله
سأخبرکم . الحمد للہ مشکوہ مع المرفاة ۱۱ / ۵۹

صاحب مشکوہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہی حدیث ابو امامہ کے واسطہ سے بھی
روایت کی گئی ہے ، لیکن ابو امامہ کی روایت میں پہلا حصہ نہیں ، بلکہ سأخبرکم
باول امری کے بعد کا حصہ بیان کیا گیا ہے .

لیکن نابغہ عصر صاحب مشکوہ کی اس عبارت سے یہ سمجھے کہ :
” امام احمد بن حنبل نے یہ حدیث سأخبرکم تک روایت
کی ہے ” (ص ۵۹)

ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد غمازی کر گیا کہ نہ انہوں نے مسند احمد کا مطالعہ
کرنے کی زحمت فرمائی اور نہ صاحب مشکوہ کی عبارت کا مطلب ہی درست
محکم دلائل و براہین سے مزین ، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طور پر سمجھ سکے۔

مسند احمد میں حضرت عرباض بن ساریہ کی روایت کردہ حدیث تقریباً اُنی الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ ملاحظہ ہو (۱۲، ۱۲) البتہ حضرت ابوالاممہ کی روایت قدسے مختصر ہے۔ وہ کہتے ہیں :

قلت يا ربِ الله ما كان اول امرك قال دعوة
ابراهيم وبشري عيسى ورأت امى انه
يخرج منها نور اضارت منها قصور
الشام -

ڈاکٹر صاحب نے من قولہ سأخبركم کا ترجمہ کرتے ہوئے من کا معنی تک کیا ہے۔ ان کا یہ نادر ترجمہ ہر پڑھنے والے طالب علم کو آمادہ خنده کر دے گا۔

آخر میں دبادگزارش ہے کہ یہ سطور الدین القیحیہ کے پیش نظر لکھی گئی ہیں۔ راقم اپنے متعلق کسی غلط فہمی کا شکار نہیں۔ اسے یقین ہے کہ جو طالب علم بھی ڈاکٹر صاحب کی تضییفِ لطیف کا سرسری مطالعہ بھی کرے گا حیران ہوتے بغیر نہ رہ سکے گا اور اسے ان کے ارشاد سے اتفاق کزناہی پڑے گا کہ :

”ہماری سب سے بڑی بُدُّ قسمتی یہ ہے کہ قرآن اور اسلام کے دائیٰ

مبلغ او مرغکر بہت سے ایسے لوگ ہو گئے ہیں جو فتن حدیث و روایت

اور اس کی تفصیلات سے بالکل بے خبر ہیں ۲۸
وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين
وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه
اجمیں





۹۹- سیمہ مارلے ڈالوں ٹکڑے
08825 ... سیمہ

جمعیتہ شبان اہل حدیث کے مقاصد

نوجوانوں میں :

تہذیب و سنت کی معرفت و بصیرت پیدا کرنا اور شک و بعثت
کے اندر ہوں یہی بھلٹنے سے محفوظ رہ سکیں۔

وحدت دل کی اہمیت آج گزناہ کا فرقہ بندی اور علاقائی اور اسلامی
تحصیل کا شکار ہونے کے بیاناتے اتحاد بین الامیں کے نقیب بن جائیں۔
اسلاف کا قلب مگر پیدا کرنا اور وہ تحریک لفاظ کتب و سنت کا ہر دل
دستہ بن سکیں۔

اسلامی تربیت اور ترقی نفس کے ذریعے عظمت کو در پیدا کرنا اور
معنوی تہذیب کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہ سکیں، بلکہ اس میالب
کے آگے بند باندھنے کی صلاحیت اور جذبہ سے بہرہ درہوں سکیں۔
دنیٰ لڑپچھوپ کو عالم کرنا تاکہ وہ محرب اغلاق لڑپچھوپ کی وبا سنبھل سکیں۔

نبوت : اگر ان باتوں سے تلقی ہیں تو کیسے ہمارے ہاتھ میں
ہاتھ دیجئے، قم آگے بڑھائیے ہمیں آپ اپنی راہ میں حشیم برداہ پائیں گے۔

دراطیہ کیلئے

جمعیتہ شبان اہل حدیث ۸۸۲۶ جمع مسجد و دارالپیغمبر

ہماری دعوت

- کتاب اللہ اور نستت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلف صالح کے نفع پر بھینا اور اس پر عمل کرنا۔
- قرآن و نستت کو مضبوطی سے تھامتے ہوتے شرک اور اس کے تمام امظا پر بیعت اور فلسط انکار و نظریات کے معاشرے کی طہیہ کرتے ہوئے انتہی سلمیں حقیقی اور پاییدار وحدت قائم کرنا۔
- اندھی تقیلید اور بے قید تجدید سے بچتے ہوتے تحریک آزادی فکر کا عمل یہ صراط مستقیم پر گامزد رہنا۔
- اشاد کی زینن پر اشاد کے احکام کی عملداری اور ممکن اسلامی معاشرے کے قیام کی جدوجہد کرنا۔

